اکیسویں صدی میں امریکی آزادی کی تعمیر نو

جے۔ڈبلیو۔روبز

ایڈیٹر کا نوٹ: اصل میں یہ مضمون 1996 میں لکھا گیا تھا۔لیکن یہ فریڈم اور کیپٹل ازم میں 2006 میں شائع ہوا۔جان ڈبلیو روبز کے مسیحی سیاسیات اور معاشیات کے مضامین پر معیشت اور آزادی کے نقصان کی مسلسل کمی کے ساتھ، یہ مضمون گزشتہ 50 سالوں کے دوران امریکہ میں کیا ہوا ہے؟ کیا ایک مہماتی سوال کو بیان کرنے آج ہم 50 برسوں سے زیادہ آزاد ہیں۔میرا خیال ہے ہم میں سے تقریباً سب ہی ان دونوں سوالوں کا جواب نہ میں ہی دیں گے۔تقریباً عملی طور پر کسی بھی معیار سے کسی ایک انتخاب کی طرف سے یا کسی بھی پیمائش سے ہمارے باپ دادا بہت زیادہ مہذب اور آزاد تھے۔شاید وہ ٹیکنالوجی میں ہماری طرح جدید نہ رہے ہوں لیکن ہمیں دولت اور ٹیکنالوجی کو آزادی یا تہذیب سے نہیں الجھانا چاہئے۔اگر یہ کمی ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ ہے۔تب ہمیں لازمی یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہئے کہ گزشتہ پانچ دہائیوں میں سینکڑوں اربوں ڈالرز جو کہ قدامت پسند اور کلاسیکی لبرلز نے کے لئے خرچ کئے ہیں، امریکی آزادی اور تہذیب کا فرار جاری ہے۔میرا خیال ہے کہ میں جانتا ہوں کہ کیوں، میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اکثر قدامت پسند لبرٹیرینز اور کلاسیکی لبرلز نہیں جانتے کہ ایسا کیوں ہے۔

اِسی لئے اُن کی کوششیں ناکام ہوئی ہیں۔اسی لئے ہماری عام دلچسپی، انسانی آزادی فرار ہو رہی ہے۔اسی نقصان کے باوجود معذرت کے ساتھ مجھے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم میں سے بہت سے اسے جاننا ہی نہیں چاہتے کہ ایسا کیوں ہے۔لیکن اپنی ناکامی کی وجہ پر بات کرنے سے پہلے 1946 کا 1996 سے کچھ پہلوؤں سے موازنہ کریں۔کیا یہ واقعی سچ ہے کہ امریکہ میں آزادی اور تہذیب بنیا دکھو چکی ہے۔

گورنمنٹ کی نشوونما 1946-1996:

بلاشبہ 1946 متحدہ امارات کی گورنمنٹ دھرتی پر زبردست فوجی طاقت تھی۔اُس نے دُنیا کی تین سب سے زیادہ سماجی طاقتور حکومتوں کے خلاف جنگ کی مہم چلائی اور جیت گئے۔یورپ تباہی میں تھا۔متحدہ امارات کو نیوکلئر پاور پر اجارہ داری تھی۔جنوری میں US فوج نے چاند سے رابطے پر رڈار بنایا۔شہنشاہ ہیروشیو نے ڈوگلز میک آرتھر کی تجویز پر ایک ریڈیو خطاب دیا جس میں اُس نے جاپانی لوگوں کو بتایا کہ اس کی قوم میں خدا ایک من گھڑت اور نرمی کی داستانوں کا مجموعہ ہے۔مارچ میں، سابقہ وزیراعظم ونسٹن چرچلنے مسوری میں ویسٹ منسٹر کالج میں آئرن سرٹن خطاب دیا۔یو ایس اے کی معیشت ہڑتالوں سے تباہ ہو چکی تھی۔

آزادی کو کسی چیز سے ناپنا مشکل کام ہے، پر کچھ نامکمل اشارے ہیں جو شاید ہمیں 1946 اور 1996 کی آزادی کے تقابلی مراحل کا اندازہ دے سکتے ہیں۔

وفاقی ٹیکس اور اخراجات:

آیئے ہم وفاقی اخراجات اور ٹیکسوں سے شروعات کرتے ہیں، جو کہ 1946 میں تمام مقامی حکومتوں کے ٹیکسوں اور اخراجات سے بہت زیادہ تھے۔1945 اور 1947 کی جنگ سے لے کر، پہلے ڈیموکریٹک 1946 کے بعد جمہوری کانگریس اور ایک ڈیموکریٹک

صدر مسورہ سے ایک صدر نے 15% یا 6.7 بلین ڈالر کے قریب مالیاتی ٹیکس کاٹے (45.2 بلین سے 38.5 بلین تک) اور اخراجات تقریباً 63 فیصد یا 358.2 بلین تھے۔ (92.7 بلین ڈالر سے 34.5 بلین ڈالر تک)

اگر آپ میکرو اکنامک اعداد و شمار کو کسی معاشی سرگرمی سے متعلق ایک مفید یا نہ ہونے کی حیثیت سے مانتے ہیں۔ (اور ہمارے سماجی دوست ہیں چنانچہ ہمیں جب بھی ممکن ہو اپنے سماجی دوستوں کو مشکل میں ڈالنے کے لئے انہیں استعمال کرنے کو شائق ہونا چاہئے) دو سالوں میں وفاقی خرچ GOP کا 43.7 فیصد سے 15.5 فیصد تک گیا۔ دوسرے الفاظ میں اِس عرصے کے دوران امریکی لوگوں نے اپنے خزانے کا اضافی 28 فیصد کنٹرول پھر سے حاصل کیا۔ 1946 میں عوام کے ذریعے پکڑا گیا وفاقی قرضہ 218 بلین ڈالر تھا۔ اور یہ ایک بلند نقطہ تھا۔ 1962 تک یہ دوبارہ اِس سطح تک نہیں پہنچا۔

اگر 1946,1996 ہوتا:

گزشتہ سالوں سے اخبارات ری پبلک کانگریس اور ڈیموکریٹک پریذیڈنٹ کی 2002 تک کے وفاقی بجٹ کو متوازن کرنے کی کوششوں کی رپورٹس سے بھرے رہے ہیں۔ ذرا غور کریں کہ آج کے سیاستدانوں نے بھی وہی کچھ کرنا شروع کر دیا ہے جو پچاس سال پہلے سیاست دان کرتے تھے۔ شاید ہم یہ دیکھ سکیں کہ موجودہ صورتحال کیا ہے۔ وفاقی خرچ 1996 میں اس موجودہ سال میں ایک اندازے کے مطابق 1.6 ٹریلین ڈالر تھا۔ کوئی وی اسکو یقینی طور پر نہیں جانتا کہ یہ کتنا ہے۔ اگر موجودہ سیاست دان وہ کچھ کریں جو پچاس سال پہلے سیاست دانوں نے مکمل کیا تو وفاقی خرچہ 1998 میں 592 بلین ڈالر ہوتا جو 63 فیصد موجودہ خرچہ کے برابر ہوتا تو وفاقی بجٹ توازن میں آ جاتا ہے اور ٹیکس ریونیو آٹھ سو بلین تک کم ہو جاتے ہیں جو 1945 سے 1947 تک ہفتے میں دو چھٹیاں حکومت میں نہ تھیں۔ بلکہ یہ دو سال کے لئے بند ہوتا تھا۔ گورنمنٹ کے ہزاروں ملازمین جنگی اخراجات کو کنٹرول کرنے کیلئے روکا جاتا تھا۔ ٹیکس اور خرچہ دو متصادم تھے۔ بدقسمتی سے حکومت نے پھر سے پڑھنا شروع کر دیا اور یہ بغیر کسی وقفے کے بہت تیزی سے بڑھی ہے۔ اس بہت بڑی رکاوٹ میں کامیاب ہونے کے لئے یہ کیوں ممکن ہوا، پہلے امریکی لوگوں کی وجہ سے اور جان منارڈ کی کوششوں کی بدولت پھر بھی امن کے دور میں خسارے میں خرچ کرنے پر اعتراز ہوتا تھا۔ اب بھی اُن کو اخلاقی اعتراضات تھے جن میں شخصی کاروباری اور گورنمنٹ کے قرضے اور ایک بڑی حکومت میں عمومی طور پر، باوجود یہ کہ ایف ڈی آر کی کوششوں کے باوجود اور ہزاروں تنظیموں کی کوششوں کے باوجود، اور بلین ڈالر خرچ کرنے کے باوجود جو پچاس سال میں ہوئے امریکی لوگ اپنا اخلاقی اور اقتصادی فہم کھو چکے ہیں۔ ہم 1946 کی طرف مڑتے ہیں۔ پچاس سال پہلے امریکہ میں چند ایک سکے استعمال ہوتے تھے۔ وہ گورنمنٹ کی جانب سے جاری کئے جاتے تھے۔ لیکن ہم نے 32 سال سے اِن چاندی کے سکوں کا بہاؤ نہیں دیکھا۔ حکومت کا پیسہ بنانے میں مداخلت ہی صرف وجہ نہیں تھی جس سے صحیح پیسہ غائب ہو گیا اور دوسری بڑی وجہ 1946 کے جرائم تھے۔

1946 میں جرائم:

کبھی کبھار امریکی احمقانہ طور پر جُرم کو دھمکی سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں، یہ سوچتے ہوئے کہ دھمکی صرف حکومت کی طرف سے ہی دی جاتی

ہے۔ جب کہ ایسا نہیں ہے۔ ہمارے پڑوسی ہماری آزادی کے لئے رکاوٹ ہو سکتے ہیں۔ درحقیقت لاقانونیت سے جڑی حکومت اور لاقانونیت سے جڑے افراد ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ مجرم اور ڈکٹیٹر دونوں ہی ممتاز ہوتے ہیں۔ اُس طاقت کی بدولت وان کے پاس ہوتی ہے۔ پہلا دوسرے کے لئے لاقانونیت کا پلیٹ فارم مہیا کرتا ہے جس میں آزادی گم ہوتی چلی جاتی ہے۔ اِس طرح کے مقابلے میں ہمیشہ قانون کی حکمرانی ہی ہارتی ہے۔ ہمیں ذہن نشین کرنا چاہئے کہ آزادی لاقانونیت نہیں۔

1946 کے حکومتی ملازمین:

1946 کے ملازمین کی بات کریں تو وہ بہت زیادہ تھے جن میں 3.2 ملین تو صرف وفاقی ملازمین ہی تھے۔ لیکن ان میں سے 1.4 ملین فوجی تھے۔ اور 1947 میں ان میں سے چھ لاکھ ملازمت چھوڑ گئے، درحقیقت 1945 سے 1947 تک وفاقی ملازمین کی تعداد 1.7 ملین کم ہوگئی جو کہ پچاس فیصد سے زیادہ تھی۔ یہ قابلِ ذکر بات ہے کہ ہم پر ایک وسعت کے دروازے بند ہوئے۔ معاشی آزادی کے متعلق ایک اور نشانی کیا ہے؟ موجودہ وفاقی ایجنسیوں (آڑھت) کی 1946 میں سٹیڈ لینڈ ن بینز جونسن یا نمائندے رچرڈ مل ہاؤس نیکسن کی آنکھوں میں ایک جھلک تک نہ تھی۔ وفاقی رجسٹر جس میں اعلیٰ ایجنسیوں کی نئی اور تجویز کردہ ہدایات کی روزانہ تدوین ہوتی ہے۔ اس کے 1995 میں 63000 صفحات ہوئے جو 1946 میں محض 12000 صفحات تھے۔

1946 میں امریکی لوگ کاروبار شروع کرنے اور اپنی زندگیاں اور جائیداد بچانے کے لئے نسبتاً آزاد تھے۔ حالانکہ اس سال جرم کا تناسب بہت زیادہ ہوگیا تھا۔ درحقیقت 1945 سے چودہ فیصد زیادہ یقیناً ہم پچاس سال پیچھے دیکھ رہے ہیں، بے شک کچھ لوگ 1896 میں آگے کی طرف دیکھتے ہوئے کہتے ہوں گے کہ امریکی 1946 میں بہت بڑے خطرات سے لاحق ہوں گے اور 1946 میں جنگ کی حالت میں۔

اگر ہم صرف تین جرائم قتل، عصمت دری، ڈاکہ زنی کے اعداد و شمار کو 1946 اور 1994 میں دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ 1946 میں چار ہزار تین سو باسٹھ قتل ہوئے اور 1994 میں تئیس ہزار تین سو پانچ قتل ہوئے۔ 1946 میں بتالیس ہزار دو سو انتیس ڈکیتیاں ہوئیں اور 1994 میں چھ لاکھ اٹھارہ ہزار آٹھ سو سترہ ڈکیتیاں ہوئیں۔ 1946 میں آٹھ ہزار پچاس عصمت دری کے جرائم ہوئے اور 1994 میں ایک لاکھ چھیانوے عصمت دری کے جرائم ہوئے، اگر 1946 میں آبادی کے اضافے کو اور 1946 کی جزوی رپورٹ کو ملایا جائے تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ قتل کے جرائم میں 40 فیصد سے زیادہ اضافہ ہوا ہے، ڈکیتیوں میں تقریباً 300 فیصد اضافہ ہوا اور عصمت دری کے جرائم میں 230 فیصد اضافہ ہوا۔

اگر ہم یہ اخذ کرنے میں درست ہیں کہ لاکھوں لوگوں کی انتھک کوششوں اور کروڑوں ڈالر محفوظ کرنے کے باوجود پچھلے 50 سالوں میں آزادی اور تہذیب میں کمی آئی ہے تو ہم ضرور جاننا چاہیں گے کہ کیوں۔ کہ ہمارے قدیم شائستہ، اعتدال پسند اور آزادی پسند لوگوں کے بارے سوچنے میں کچھ کمی ہے کہ یہ کیا کرتے ہیں؟ کیا اس وجہ سے اِس عمل میں کامیابی نہیں ہو رہی؟ 50 سال بعد یہ سوال ضرور پوچھا جانا چاہئے تھا۔ ہمیں اپنی کوششوں کو تیز تیز کرنے اور سخت محنت کرنے میں مزید صبر نہیں کرنا چاہئے۔

وہ انسان جو اعتدال پسند، اور روایتی شائستہ لوگوں کو صحیح راہ پر چلتا ہوا نہ سمجھتا تھا وہ ناول نگار اور فلاسفر آئن رینڈ تھی، اُس نے تفصیلاً دلائل دیئے کہ آزادی کا دفاع احمقانہ طریقے سے کیا گیا۔ یہ ایک ناقص دفاع تھا نہ کہ آزادی کے مخالفین کی بہادری تھی۔ آزادی کے ختم ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہی تھی۔ 150 سال پہلے کسی نے نشاندہی کی تھی کہ سب سے بڑا المیہ جو کوئی کام پیدا کر سکتا ہے وہ یہ نہیں کہ کسی پر ہنر مندی سے حملہ کیا جائے بلکہ نا اہل طریقے سے دفاع کرنا ہے اور یہ درحقیقت رینڈ کا شکوہ تھا۔

اگرچہ رینڈ کا فلسفہ اس کی اخلاقیات سے کہیں بڑھ کر ہے، یہ اس کی اخلاقیات ہے جس سے اس کی بہت تشہیر ہوئی کیونکہ وہ خود بینی کا پیروکار تھا اور ایثار کے خلاف تھا۔ اُس نے اعتدال پسندوں، گرجہ گھروں اور کاروباری لوگوں کی ناکامی کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ کہ ایک آزاد معاشرہ اخلاقی خود بینی پر مبنی ہوتا ہے کیوں کہ اخلاقی ایثار سے آزادی مدھم پڑ جاتی ہے اور رینڈ بالکل ٹھیک تھی نہ صرف فلسفیانہ دلائل میں بلکہ انجام تلاش کرنے میں بھی۔ لیکن نہ ہی رینڈ اور نہ ہی اس کے پیروکاروں کی کوششیں کامیاب ہوئیں۔ باوجود اس کے کہ پچھلے پچاس سالوں میں اس کی کروڑوں کتابیں بکیں۔ پھر بھی اس زرعی غلام کی طرف جانے والا راستہ پہلے چار راستوں والی ہائی وے بنی اور اب محدود رسائی والی آٹھ راستوں کی بین المملکتی روڈ جہاں رفتار کی کوئی حد نہ ہو جیا کہ امریکی آٹوبان۔

ایک مفکر جس نے اعتدال پسندوں، آزادی پسندوں، اور روائتی شائستہ لوگوں کے آزادی کے دفاع کو نہ کافی قرار دیا وہ ایڈمنڈ اوپر تھا۔ جب میں "دی فری مین" کا ایڈیٹر تھا تو اس نے 1960 کے شروع میں ایک مضمون لکھا۔ ہم نے اس کو "ڈفنڈم فریڈم اینڈ فری سوسائٹی" کے عنوان تلے شائع کیا اوپر نے کہا کہ آزادی کو چار سطحوں پر چھوا جاتا ہے۔ مذہبی تعلیم، فلسفہ، اخلاقیات، سیاست اور معیشت۔ اوپر نے نشاندہی کی کہ آزادی کا دفاع کرنے والے صرف معیشت اور سیاسی نکات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ان کے پاس آگے بڑھنے کا راستہ موجود نہیں۔ اُس کے اِس تجزیے کو مستحکم کرنے کے لئے اِس کے مضمون کو 1960 کے شروع میں "دی فری مین" میں شائع نہیں کیا گیا تھا۔

کاروبار کی امریکہ سے نفرت:

آزادی اور تہذیب کے گرنے کی ایک دوسری وجہ یہ ہے کہ معاشرے کے لوگ اور تنظیمیں جو ثقافت کی اقدار کو مضبوط کرنے کی سب سے زیادہ ذمہ دار ہیں وہ اکثر خراب حالت میں ہیں جن میں تین قسم کے ادارے شامل ہیں۔ گرجا گھر، سکول اور کاروبار میں سب سے پہلے کاروبار سے شروع کرتا ہوں۔

ایک چھوٹی سی مثال لیتے ہیں کہ کارپوریٹ امریکہ (اجتماعی امریکہ) تہذیب اور آزادی کو مدھم کرنے کے لئے کیا کر رہا ہے۔ آئی جی ایم اپنے وسطی مینیجروں کو تربیت کے لئے آرمونک نیویارک، ویسٹ چسٹر کاونٹی بھیجتا ہے۔ آئی جی ایم اپنے مینیجر تربیت دینے کے لئے بہت زیادہ معاوضے پر کنسلٹنٹ کو بلواتا ہے جو کہ مغربی تہذیب اور مسیحیت جس نے اسے بنایا سخت نفرت کرتا ہے۔ اس کا نام ٹڈ چلو ہے۔ وہ ایک عملی شیخی مارنے والا اور ہم جنس کے حق میں بولنے والا ساتھی ہے اور ٹڈ چلو سیاسی نقطہ نظر سے درست ہے۔ تبدیلی زندگی میں رنگ پیدا کرتی ہے لیکن غلط قسم کی اتنی زیادہ تبدیلی مہلک ہے۔ کارپوریٹ امریکہ دہائیوں سے ان کی مدد کر رہا ہے جو امریکہ سرمایہ دارانہ نظام آزادی

،سچائی اور مسیحیت کے خلاف ہیں۔ان میں نہ صرف بڑے خیراتی ادارے جو مسیحیت کے صنعت کاروں کے نام پر چلتے ہیں جیسے راکی فلئر، فورڈ، کارنیج اور پیو کو سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ وہ خیراتی ادارے جنھیں دہائیوں سے غیر آزادی پسند اور غیر تہذیبی ادارے اور نظریاتی نظام بھی امداد دے رہے ہیں لیکن کچھ موجودہ کارپوریٹ کی ساخت جیسے آئی بی ایم ،اے ٹی اور ڈیزنی بھی سمجھے جاتے ہیں۔کیوں آپ ضرور پوچھیں گے کیا میں نے مسیحیت کی نشاندہی کی ہے؟ یہ حقیقت ہے کہ آپ ضرور پوچھیں گے کہ یہ ہمارے مسئلہ کی شدت کی نشاندہی کرتی ہے۔جو کہ معیشت اور سیاست سے بھی زیادہ گہرا ہے۔ یہ اعتدال پسند، آزادی پسند ،اور روائتی شائستہ لوگوں کے مسئلہ کی گہرائی کو پہچاننے میں ناکافی ہے جو کہ ان کی آزادی کا تحفظ کرنے کی پچھلی پچاس سالہ کوششوں کی ناکامی کو بیان کرتی ہے۔ایڈاوپز کے مطابق "علاج اتنا ہی گہرائی تک جائے گا جتنی بیماری گئی ہے"اِس سے کم سے کچھ نہیں بنے گا۔

ان تینوں اداروں میں سے گرجا گھر غالباً وہ پہلا ادارہ ہے جو خراب ہو گیا۔انیسویں صدی میں بہت سے لوگوں نے کلونیزم کو رد کر دیا جو کہ لوگوں اور سیاسی اداروں کو ستارھویں اور اٹھارھویں صدی کے امریکہ کے بارے میں بتایا تھا،سکولوں نے اسے جلد اپنایا اور ہر تعلیمی سطح پر دنیا کے نظارے کی تعلیم دی جانے لگی جو کہ اس کے بانی کے بیان سے بالکل مختلف تھی۔کاروبار تینوں اداروں میں سے سب سے آخر میں خراب ہوا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ گرجا گھروں اور سکولوں نے مذہبی تعلیم کو سب سے پہلے چھوڑا جس نے امریکہ کو بنایا تھا۔پچاس سال پہلے لپ مین نے ایک مضمون شائع کیا جس میں اُس نے دلیل دی کہ

☆ وہ جن پر تعلیم کی ذمہ داری تھی انہوں نے پڑھائی کے نصاب سے مغربی ثقافت کو جلد ہی نکال دیا جس نے جدید جمہوری ریاست کو بنایا تھا۔

☆ اس لئے سکول اور کالج دنیا میں ان آدمیوں کو بھیجتے رہے ہیں جو کہ اس معاشرے کی تخلیق کے اصولوں کو نہیں سمجھتے تھے جس میں رہتے ہیں۔

☆ نئے تعلیم یافتہ مغربی آدمی اپنی ثقافتی روایات سے محروم اب اپنے روح اور دماغ کی وہ شکل اور مضبوطی نہیں رکھتے جیسے ان کے خیالات، عہد، دلائل قائل کرنے کی صلاحیت ،طریقہ کار، عقل مندی کی خصوصیات جو کہ مغربی تہذیب کی ترقی کی عظمت ہے۔

☆ مروجہ تعلیم مقدر بن چکی ہے اگر اس نے مغربی تہذیب کو تباہ کرنا جاری رکھا تو در حقیقت اِسے تباہ کر دے گی۔

مہربانی کر کے غلط نہ سمجھا جائے کہ میں کیا کہنا چاہ رہا ہوں۔میں اخلاقی مشکلات کے بارے فرسودہ سچائیاں نہیں دہرا رہا ہوں،میں یہ بھی نہیں کہہ رہا کہ ہمیں زاروليم بینٹ کی پاک دامنی کے پیچھے کھڑا ہونا چاہئے، ہمارا مسئلہ اخلاقیات کو شامل کرتے ہوئے بھی اس سے کہیں زیادہ گہرا ہے۔ آئن رینڈ ان چند لوگوں میں سے ایک تھی جو یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہمارا مسئلہ فلسفہ اور مذہبی تعلیم کی سطح پر موجود ہے۔ بدقسمتی سے اس کی دینیات موجود میں غلطیوں کو مہلک قرار دیتی ہے لیکن وہ آزادی پسند کے ان چند نمایاں مقرروں میں سے ہیں جو تہذیب کی تخلیق اور استحکام میں فلسفہ اور مذہبی تعلیم کے کردار کو سمجھتے ہیں۔

مومن اور جمہوریت کی مذہبی پیشوائی:

ایک اور فکر جو نظریاتی نقطہ نظر سے آزادی اور تہذیب کے لئے بنائی گئی اور مارٹن لوتھر کی تحقیق تھی۔ کہ ایک عام مسیحی کو خدا تک رسائی صرف مسیح کی بدولت ہے یہ عقیدہ بائبل میں واضح طور پر موجود ہے جس کو پہلے پادریوں کی حکومت اور بادشاہی جس کو وسطی دور میں تقویت ملی نے کھوکھلا کیا۔ تمام مومنوں کے مذہبی پیشواؤں نے چرچ اور ریاست کے درجات کی تباہی کر دی۔ تمام انسان قانون اور خدا کے سامنے برابر ہیں۔ لوتھر کی سوچ کا سیاسی عمل دخل یو ایس اے کے قانون میں ظاہر ہوتا ہے جو یو ایس کو نوابی کا خطاب دینے سے منع کرتا ہے۔

ضمیر کی آزادی اور مذہبی آزادی:

ایک اور بنیادی فکر مذہبی آزادی کی ہے ,یہاں میں دوبارہ لوتھر کے الفاظ دہراؤں گا

"اس کے الفاظ کے مطابق ہمیں لفظوں سے لڑنا چاہئے۔ ہمیں اس سب کو جو تشدد نے قائم کر دیا ہے نظر انداز اور ختم کر دینا چاہئے۔ میں ضعیف الاقتدار اور ایمان کے بغیر قوت کے خلاف طاقت کا استعمال نہیں کروں گا، کسی کو مجبور نہیں کیا جائے گا۔ آزادی یقین کی اصل ہے ،اگر میں طاقت کا استعمال کرنا چاہوں گا تو سارے جرمنی میں خونی طوفان برپا ہو جائے گا"

لوتھر نے 1520 میں ان الفاظ کو لکھا اور آئیندہ کے لئے بائبل کے مطابق مسیحیت اور وسطی دور کے قائم شدہ گرجا گھروں کے بعد میں آنے والے عمل اور نظریے میں فرق کو واضح کر دیا۔ اس کی سوچ ایک بار پھر پورٹین کے ضمیر کی آزادی کے نظریے کی بنیاد بنی۔ آج کل ہم اُسے مذہبی آزادی کے نام سے جانتے ہیں۔

انفرادی اور نجی جائیداد کی برتری:

نجی جائیداد کی سوچ کو پروٹیسٹنٹ کی تحریک کا خاکہ کہہ سکتے ہیں۔ ایموری یونیورسٹی کے ہرولڈ برمن نے نشاندہی کی کہ مغرب میں نیا قانون بنانے کی چابی پروٹیسٹنٹ کے سولہویں صدی میں خدا کی مہربانی سے فرد کی طاقت کا نظریہ ہے جس کے مطابق فرد کی سوچ کے مطابق قدرت کو بدلنا اور نئے سماجی تعلق تخلیق کرنا ہے، پروٹیسٹنٹ فرد کی طاقت کا نظریہ جائیداد اور معاہدے کے مطابق قانون کا مرکز بنا۔ کلونسٹ نے جو تاریخ کو پڑھنا چاہتے ہیں، ستارھویں صدی میں انگریزی اور امریکی شہری حقوق اور آزادی کی بنیاد رکھی۔ جس میں بولنے کی آزادی، لکھنے کی آزادی، مذہبی آزادی، خود الزامی کے خلاف مراعات عوام کا درخواست دائر کرنے کا حق اور ارکان کی آزادی شامل ہے۔

امریکہ میں کلونزم:

جب ہم ان نظریات کو یو ایس پر لاگو کریں تو بہت سی چیزیں سامنے آتی ہیں، شروعات میں امریکہ کے 98 فیصد باشندے پروٹیسٹنٹ تھے ،ستارھویں اور اٹھارھویں صدی کے امریکہ میں الحاق شدہ چرچوں کی تعداد سے پتہ چلتا ہے کہ تین چوتھائی امریکی کسی نہ کسی فرقے کے کلونسٹ تھے، جس میں پورٹین پلگریم، پریسبٹیرین، بپٹیسٹ جرمنی کی تحریک لوتھرن کنگز بیگنشٹ اور اپسکوپل شامل تھے۔ چند کیتھولک بھی تھے لیکن یہ یہودی یا میتھوڈسٹ نہ مسلم ،مورمن ،مونیز ،بدھ مت، کنفیشنسٹ ،ہندو یا کافر تھے۔ کیا وہاں ان گروہوں کی زیادہ تعداد تھی؟ جیسا کہ ہم جانتے ہیں امریکہ میں اِس کی تعداد زیادہ نہیں تھی۔ اِس لئے نہیں کہ وہ لوگ جو اس طرح کے نظریات رکھتے تھے کچھ ماتحت تھے

بلکہ یہ نظریات خود کمتر ہیں۔ وہ منطقی انداز میں معاشرے کی تخلیق اور استحکام کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں۔

سیاسی، سماجی اور معاشرتی معاملات سے دور اور بغیر تعلق کے بھی مذہبی تعلیم اہمیت رکھتی ہے۔ باوجود اس کے کہ ماہر معاشیات پچھلے پچاس سال یہ بہانے کرتے رہے ہیں۔ درحقیقت اگر میرے دلائل کا بے دینوں سے اچھی طرح موازنہ کیا جائے تو میں اسے اس طرح بیان کروں گا کہ اگر کوئی روحانی ذہن رکھتا ہے تو وہ زمین پر اچھا نہیں ہوگا، جیسے جیسے مختلف مسیحی اور غیر مسیحی عقائد کی تعداد امریکہ میں بڑھی امریکیوں کی آزادی کم ہوتی گئی، اس کا اندازہ ایک تو انیسویں اور بیسویں صدی کی چرچ ممبر شپ کے اعداد و شمار سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکہ کے پہلے دو سو سال میں گرجا گھروں میں مذہبی تعلیم کو کیسے چھوڑا۔ اس طرح یا نہیں مذہبی، سیاسی اور معاشی آزادی چند خیالات کے مجموعے پر مبنی ہے، اور جب وہ خیالات زیادہ تر لوگوں نے نہ تھامے تو صرف تھوڑے ہی وقت میں مذہبی، سیاسی اور معاشی آزادی غائب ہوگئی۔

جیمز میڈلین جو کہ پریسبیٹیرین منسٹر پرنسٹون کے جان وودز یون کا طالب علم اور آئین کا معمار تھا نے لکھا کہ "ہم نے امریکہ تہذیب کے مستقبل کا سارا ذمہ لے لیا ہے۔ حکومت کی طاقت پر نہیں بلکہ اس سے بہت دور ہم نے مستقبل کا ذمہ ہم سب کی صلاحیت پر لیا ہے۔ تاکہ اس خدائی حکموں پر خود کو چلا سکیں۔ خود کو کنٹرول کر سکیں اور خود کو قائم رکھ سکیں۔ اور یقیناً ہم میں سے کسی کے یا کسی میں بھی اتنی صلاحیت نہیں کہ ایک حکم کو بھی مان سکیں۔ یعنی خدا کی طاقت کے بغیر اپنے شہری انداز میں"

رائے دہی کے باوجود بہت سے امریکی بائبل کے خدا پر ایمان نہیں رکھتے تاہم انہیں جواب کے لئے دبایا جائے تو وہ شائد جواب دیں کہ وہ اپنی زندگیاں کیسے جیتے ہیں جیسے خدا موجود نہیں۔ اب کیونکہ لوگ مذہبی تعلیم پر یقین نہیں رکھتے جو دس حکموں کی نشاندہی کرتی ہے تو پھر ان حکموں کا کوئی مطلب نہ ہوا۔ یہ کسی خانہ بدوش، کسان یا قبائلی دیوتا کی محض رائے ہیں۔

نتیجہ:

اب میں ان دلائل کو اکٹھا کر کے نتیجہ نکالنے کو تیار ہوں۔

☆ جدید آزادی اور تہذیب سولہویں صدی کے پروٹیسٹنٹ کی تحریک چلانے والوں کے خیالات کی وجہ سے قائم ہے

☆ ہمارے پاس آزادی اور تہذیب کی تخلیق کے لئے خیالات کے لئے مجموعے کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہے

☆ بیسویں صدی میں گرجا گھروں، سکولوں اور کاروبار کو ان اصولوں کی سمجھ نہیں تھی۔ جس پر آزادی اور تہذیب کی بنیاد ہے۔ اور درحقیقت وہ اس کے خلاف تھے۔

☆ آزادی پسند، روائتی شائستہ لوگ اور اعتدال پسندوں کو پچھلے پچاس سالوں میں آزادی اور تہذیب کے تحفظ کرنے کے اقدامات میں ناکامی ہوئی، کیوں کہ یہ آزادی اور تہذیب کے بارے فلسفے اور مذہبی تعلیم کے پہلے سے موجود اصولوں پر مبنی نہیں تھے۔

☆ بہت سے اعتدال پسند، آزادی پسند اور شائستہ لوگ پروٹیسٹنٹ کی تحریک کے خیالات کے مخالف ہیں، وہ آزادی اور تہذیب کی شکل میں تحریک کا اجر چاہتے ہیں۔ لیکن وہ آزادی، تہذیب اور کلام مقدس کی مسیحیت کو نظر انداز کرتے ہیں

☆مسیحیت اور آزادی ایک منصوبے کی تکمیل ہیں۔ مسیح کے الفاظ کے مطابق "اگر تم میری تعلیمات پر قائم رہو گے، در حقیقت میرے فرزند رہو گے اور تم حقیقت کو جانو گے اور یہ حقیقت تمہیں نجات دلائے گی"
"سب سے پہلے خدا کی بادشاہت اور نیکی کو ڈھونڈو تو یہ ساری چیزیں، آزادی، خوشحالی، اور مغربی تہذیب تمہیں حاصل ہوں گی"۔